ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 27نومبر 1964

رنچھوڑلال

بنام

سٹیٹ آف مدھیہ پردیش

[کے سبّاراؤ، راگھوبر دیال اور این راجگوپالا اینگر، جسٹس صاحبان]

ضابطہ اخلاق فوجداری، 1898، (ایکٹ 5، سال 1898)، دفعات 222، 233، 234 اور 235-تعزیرات ہند، 1860 (ایکٹ 45، سال 1860)، دفعہ 409- خیانتِ مجرمانہ – علیحدہ مقدمات-سزا کا فیصلہ-لگاتار چلنا- آیا غیر قانونی۔

اپیل کنندہ کو دفعہ 409 تعزیرات ہند کے تحت جرم کے چار مقدمات میں سزا سنائی گئی. اسے پہلے دو مقدمات میں قید اور جرمانے کی سزا سنائی گئی. تعزیرات ہند کی دفعہ 409 کے تحت جرم کے لیے دیگر دو مقدمات میں عائد کی گئی سزائیں لگاتار چلنی تھیں. ہائی کورٹ نے اپیل کنندہ کی اپیل مسترد کر دی.

حکم ہوا کہ: (i) چند مہینوں کے اندر غبن کی گئی رقوم سے متعلق چار مقدمات میں اپیل گزار پر مقدمہ چلانے اور مختلف سیشن ٹرائلز میں دی گئی مختلف سزاؤں کو بیک وقت چلانے کا حکم نہ دینے میں کوئی غیر قانونی حیثیت نہیں تھی. [288 C]

عام قاعدہ یہ ہے کہ ہر مخصوص جرم کے لیے ایک الزام ہونا چاہیے، جیسا کہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 233 میں فراہم کیا گیا ہے. دفعہ 222 میں ذکر کیا گیا ہے کہ فرد جرم کا مواد کیا ہونا چاہیے. یہ صرف بعض حالات میں ہے کہ عدالت کو ان مختلف آئٹمز کو یکجا کرنے کا اختیار ہے جن کے سلسلے میں خیانتِ مجرمانہ کی گئی تھی اور الزام میں ایک سال کے اندر غلط استعمال کی گئی کل رقم کا ذکر کرنے کا اختیار ہے. جب ایسا کیا جاتا ہے، تو الزام کو ایک جرم کا الزام سمجھا جاتا ہے. [286 H-287 B]

(ii) دفعہ 234 ایک قابل عمل شق ہے اور ضابطہ فوجداری کی دفعہ 233 سے مستثنیٰ ہے. متعدد جرائم میں سے ہر ایک پر الگ الگ مقدمہ چلانے میں کچھ بھی غیر قانونی نہیں ہے.

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

[287 E]

(iii) یہ فرض کرتے ہوئے کہ یہ جرائم ایک ہی لین دین کے دوران انجام دیے گئے ہیں، بعض مخصوص جرائم کے لیے علیحدہ مقدمہ غیر قانونی نہیں ہے۔ دفعہ 235 بھی ایک فعال دفعہ ہے۔[287 F-G]

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبری 218 سے 221، سال 1964۔

فوجداری اپیل نمبر 30 اور 31، سال 1962 نمبر 246 اور 258، سال 1963 میں اندور میں مدھیہ پردیش ہائی کورٹ (اندور بنچ) کے 21 مئی 1964 کے فیصلے اور احکامات سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

جے گوپال سیٹھی، آر سی مکتی اور آر ایل کوہلی، اپیل کنندہ کے لیے (تمام اپیلوں میں)۔

آئی این شراف، مدعاعلیہ کے لیے (تمام اپیلوں میں)۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس رگھوبر دیال نے سنایا۔

اپیل کنندہ، خصوصی اجازت کے ذریعے ان چار اپیلوں میں، تعزیرات ہند کی دفعہ 409 کے تحت جرم کے چار مقدمات میں مجرم قرار دیا گیا تھا اور اسے فرسٹ ایڈیشنل سیشن جج، اجین، شری ایچ بی اگروال نے 17 جنوری 1962 کو پہلے دو مقدمات میں 4 سال کی سخت قید اور جرمانے کی سزا سنائی تھی۔ انہیں دفعہ 471 اور دفعہ 447A کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 467 کے تحت جرائم کے ان دو مقدمات میں بھی سزا سنائی گئی تھی۔ ان جرائم کے لیے عائد کی گئی سزائیں دفعہ 409 تعزیرات ہند کے تحت جرم کے لیے قید کی سزا کے ساتھ ساتھ چلنی تھیں۔ دفعہ 409 تعزیرات ہند کے تحت جرم کے لیے دو مقدمات میں عائد سزائیں لگاتار چلنی تھیں کیونکہ سیشن جج کی طرف سے اس معاملے میں سزا کے لیے کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا جس میں بعد میں فیصلہ سنایا گیا تھا، دوسرے معاملے میں عائد سزا کے ساتھ موجودہ طور پر چلانے کے لیے۔

دیگر دو مقدمات میں سے ہر ایک میں، اپیل کنندہ کو 20 جولائی 1963 کو فرسٹ ایڈیشنل سیشن جج، اجین، شری دوبے نے تعزیرات ہند کی دفعہ 409 کے تحت 3 سال کی سخت قید کی سزا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

سنائی. سیشن جج نے ان دونوں مقدمات میں سزائیں بیک وقت چلانے کا حکم دیا، لیکن انہیں 17 جنوری 1962 کو پہلے مقدمے میں سنائی گئی سزا کے ساتھ ساتھ چلانے کا حکم نہیں دیا.

چار مقدمات میں اپیل کنندہ کی سزا کے خلاف اپیلوں کو ہائی کورٹ نے مسترد کر دیا تھا. سیشن ٹرائل نمبر 35، سال 1961 میں پہلی سزا کے خلاف اپیل میں سزا کے حوالے سے ہائی کورٹ نے کہا:

> "سزاؤں کی بات کی جائے تو بنیادی جرم تعزیرات ہند کی دفعہ 409 کے تحت خیانتِ مجرمانہ ہے اور ان حالات میں چار سال کی سخت قید کی سزا کو حد سے زیادہ نہیں سمجھا جا سکتا. اگر کچھ بھی ہو تو میں اسے کچھ رعایت کہوں گا."

1,000 روپے کے جرمانے کی سزا کو 'کمزور' سمجھا گیا۔

دوسرے مقدمے، سیشن ٹرائل نمبر 36، سال 1961 میں سزا کے خلاف اپیل کو نمٹاتے ہوئے، ہائی کورٹ نے سزا کے حوالے سے کہا:

> "قید کی سزا بھی کم ہے؛ لیکن ممکنہ طور پر سیشن عدالت نے اس حقیقت کو مد نظر رکھا کہ رنچھوڑلال کے خلاف دوسرے اور اسی طرح کے مقدمات تھے جن میں سزا کا امکان تھا."

سیشن ٹرائل نمبر 55، سال 1962 میں حکم کی تیسری اپیل میں ہائی کورٹ نے کہا:

> "اگر سزا میں اضافے کے لیے کوئی درخواست ہوتی تو میں سزا میں اضافہ کرنے سے نہیں ہچکچاتا کیونکہ اپیل کنندہ کی طرف سے خود ادائیگی کرنا ایک بہت سنگین معاملہ ہے. لیکن ریاست کی طرف سے ایسی کوئی دعا نہ ہونے کی وجہ سے معاملہ اسی پر چھوڑنا پڑتا ہے."

چوتھی اپیل میں ہائی کورٹ نے کہا:

> "ٹرائل کورٹ نے بغیر جرمانے کے تین سال کی سزا سنائی ہے. یہ کافی رعایت ہے."

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ان معاملات میں منظور کی گئی چار سزاؤں اور فیصلوں کا نتیجہ یہ ہے کہ اپیل کنندہ کو منڈل پنچایت، اجین کے سرپنچ کی حیثیت سے مختلف رقوم کے حوالے سے بنیادی طور پر دفعہ 409 تعزیرات ہند کے تحت جرائم کا ارتکاب کرنے پر 11 سال قید کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔

صرف سزا کے سوال پر خصوصی اجازت دی گئی تھی۔ خصوصی اجازت کی درخواستوں میں لی گئی بنیادوں میں سے ایک یہ تھی کہ مختلف رقوم کے سلسلے میں خیانتِ مجرمانہ کے چار مقدمات میں اس کا مقدمہ چلانا، درخواست گزار کے تعصب اور ہراساں کرنے کا باعث بنا کیونکہ اسے لگاتار قید کی سزاؤں سے گزرنا تھا۔

دفعہ 397، ضابطہ اخلاق فوجداری کی ذیلی دفعہ (1) میں کہا گیا ہے کہ جب پہلے سے قید کی سزا کاٹ رہے کسی شخص کو بعد میں سزا سنانے پر قید کی سزا سنائی جاتی ہے، تو ایسی قید اس قید کی میعاد ختم ہونے پر شروع ہو گی جس کی اسے پہلے سزا سنائی گئی ہے، جب تک کہ عدالت یہ ہدایت نہ دے کہ ذیلی سزا اس طرح کی پچھلی سزا کے ساتھ ساتھ چلے گی۔ اس کے بعد قید کی بعد کی سزا عام طور پر پچھلی سزا کے تحت قید کی میعاد ختم ہونے پر شروع ہوتی ہے، اور یہ کہ سزا ریکارڈ کرنے والی عدالت کو یہ حکم دینے کا صوابدیدی اختیار ہے کہ بعد کی سزا پچھلی سزا کے ساتھ ساتھ چلے گی۔

جنوری 1962 میں دو مقدمات میں اپیل کنندہ کو مجرم قرار دینے والے ایڈیشنل سیشن جج نے اپیل کنندہ کے حق میں اپنی صوابدید کا استعمال نہیں کیا۔ دوسرے سیشن جج جس نے 1963 میں دو مقدمات میں اپیل کنندہ کو مجرم قرار دیا اس نے اپنی صوابدید کا اس حد تک استعمال کیا کہ اس نے ان دونوں مقدمات میں سزائیں ایک ساتھ دیں اور ان سزاؤں کو جنوری 1962 میں اپیل کنندہ پر عائد کی گئی سابقہ سزاؤں کے ساتھ ہم آہنگ نہیں کیا۔ چار سیشن ٹرائلز کے فیصلے ہمارے سامنے نہیں ہیں اور ہم یہ کہنے کی اختیار میں نہیں ہیں کہ آیا اس معاملے کے اس پہلو پر سیشن ججوں کے سامنے زور دیا گیا تھا جب انہوں نے چار سیشن ٹرائلز میں سزاؤں کو ریکارڈ کیا اور اپیل کنندہ کو سزا سنائی۔

ہائی کورٹ کے سامنے اس بات پر زور نہیں دیا گیا کہ چاروں مقدمات کی سزائیں بیک وقت چلائی جائیں۔ اگر اس پر زور دیا گیا ہوتا تو فیصلہ اپیل گزار کے خلاف جا سکتا تھا اگر ہر معاملے میں سزا کی نوعیت پر ہائی کورٹ کے مشاہدے پر غور کیا جائے۔ ہائی کورٹ نے سمجھا کہ سزائیں ناکافی ہیں۔

اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے اس بات پر زور نہیں دیا ہے کہ مختلف سیشن ٹرائلز میں اپیل کنندہ کو دی گئی سزاؤں میں یا انہیں پہلے سیشن ٹرائل نمبر 35، سال 1961 میں دی گئی سزا کے ساتھ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ساتھ نہ چلانے میں کوئی غیر قانونی حیثیت ہے. تاہم، انہوں نے زور دے کر کہا ہے کہ خیانتِ مجرمانہ کی مختلف کارروائیاں جو سزاؤں کی بنیاد بنتی ہیں، 19 نومبر 1955 سے 23 فروری 1956 تک چند مہینوں کے عرصے میں ہوئیں، اور اس لیے اپیل کنندہ پر ضابطہ فوجداری کی دفعہ 222 کے پیش نظر، کل رقم کے غلط استعمال کے سلسلے میں خیانتِ مجرمانہ کا الزام عائد کیا جانا چاہیے تھا اور اگر اس پر ایسا الزام لگایا جاتا تو کل رقم کے غلط استعمال کا الزام ایک جرم کا الزام ہوتا اور اپیل کنندہ پر ایک مقدمے میں اس طرح کے ایک الزام پر مقدمہ چلایا جاتا اور سزا پانے پر اسے صرف ایک سزا دی جاتی جو عام طور پر 4 سال کی سخت قید سے تجاوز نہیں کرتی.

ضابطہ اخلاق فوجداری کی دفعہ 222 میں لکھا ہے:

"(1) الزام میں مبینہ جرم کے وقت اور جگہ کے بارے میں ایسی تفصیلات ہوں گی، اور وہ شخص (اگر کوئی ہو) جس کے خلاف، یا وہ چیز (اگر کوئی ہو) جس کے سلسلے میں یہ ارتکاب کیا گیا تھا، جو ملزم کو اس معاملے کا نوٹس دینے کے لیے معقول طور پر کافی ہیں جس کے ساتھ اس پر الزام عائد کیا گیا ہے.

(2) جب ملزم پر خیانتِ مجرمانہ یا پیسے کے بے ایمانانہ غلط استعمال کا الزام لگایا جاتا ہے، تو یہ اس مجموعی رقم کی وضاحت کرنے کے لیے کافی ہو گا جس کے سلسلے میں جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے، اور وہ تاریخیں جن کے درمیان جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے، بغیر کسی خاص آئٹم یا صحیح تاریخوں کی وضاحت کے، اور اس طرح بنائے گئے الزام کو دفعہ 234 کے معنی میں ایک جرم کا الزام سمجھا جائے گا:

بشر طیکہ ایسی تاریخوں میں سے پہلی اور آخری کے درمیان شامل وقت ایک سال سے زیادہ نہ ہو.

ذیلی دفعہ (2) کسی خاص ہنگامی صورتحال کو پورا کرنے کے لیے مستثنیٰ ہے اور خیانتِ مجرمانہ کے معاملات میں الزام وضع کرنے کے حوالے سے عام اصول نہیں ہے. عام قاعدہ یہ ہے کہ ہر مخصوص جرم کے لیے ایک الزام ہونا چاہیے، جیسا کہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 233 میں فراہم کیا گیا ہے. دفعہ 222 میں ذکر کیا گیا ہے کہ فرد جرم کا مواد کیا ہونا چاہیے. یہ صرف اس صورت میں ہو سکتا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

ہے جب قطعی طور پر مخصوص آئٹمز کی وضاحت کرنا ممکن نہ ہو جس کے سلسلے میں خیانتِ مجرمانہ ہوئی یا صحیح تاریخ جس پر انفرادی آئٹمز کا غلط استعمال کیا گیا یا اسی طرح کی کسی ہنگامی صورت حال میں، عدالت کو مختلف آئٹمز کو یکجا کرنے کا اختیار حاصل ہو جس کے سلسلے میں خیانتِ مجرمانہ کی گئی تھی اور الزام میں ایک سال کے اندر غلط استعمال کی گئی کل رقم کا ذکر کرنا. جب ایسا کیا جاتا ہے، تو الزام کو ایک جرم کا الزام سمجھا جاتا ہے. اگر کئی الگ الگ چیزیں جن کے سلسلے میں خیانتِ مجرمانہ کی گئی ہے، اتنی یکجا نہیں ہیں، تو ان جرائم کے مقدمے میں کوئی غیر قانونی کارروائی نہیں کی جاتی ہے. درحقیقت، کسی انفرادی شے کے حوالے سے خیانتِ مجرمانہ کے ہر الگ جرم کے حوالے سے ایک علیحدہ مقدمہ ٹرسٹ کی مجرمانہ خلاف ورزی کے جرم کے مقدمے کی سماعت کے ساتھ آگے بڑھنے کا صحیح طریقہ ہے.

اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 234 پر بھی انحصار کیا اور زور دیا کہ مجرمانہ خلاف ورزی کے تین جرائم کی سماعت ایک مقدمے میں کی جاسکتی تھی کیونکہ دفعہ 234 میں کہا گیا ہے کہ جب کسی شخص پر ایک ہی قسم کے ایک سے زیادہ جرائم کا الزام لگایا جاتا ہے جو اس طرح کے جرائم کے پہلے سے آخری بارہ ماہ کے عرصے کے اندر کیے جاتے ہیں، چاہے وہ ایک ہی شخص کے حوالے سے ہو یا نہ ہو، اس پر فرد جرم عائد کی جاسکتی ہے، اور ان میں سے تین سے زیادہ تعداد کے لیے ایک مقدمے میں مقدمہ چلایا جاسکتا ہے. اگر متعدد جرائم میں سے ہر ایک پر الگ سے مقدمہ چلایا جاتا ہے، تو اس میں کچھ بھی غیر قانونی نہیں ہے. یہ بھی ذکر کیا جاسکتا ہے کہ چار مقدمات میں چارج کی گئی اشیاء کی کل تعداد تین سے تجاوز کر گئی.

آخر میں، اپیل کنندہ کی جانب سے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 235 کا حوالہ دیا گیا اور اس پر زور دیا گیا کہ یہ تمام جرائم ایک ہی لین دین کے دوران کیے گئے تھے، اور اس لیے ان پر ایک ہی مقدمے میں مقدمہ چلایا جانا چاہیے تھا. یہ فرض کرتے ہوئے، یہ فیصلہ کیے بغیر کہ ان جرائم کو ایک ہی لین دین کے دوران انجام دیا گیا کہا جاسکتا ہے، کچھ مخصوص جرائم کے لیے اپیل کنندہ کا علیحدہ مقدمہ غیر قانونی نہیں ہے. یہ دفعہ بھی ایک فعال کرنے والا دفعہ ہے.

اس حقیقت کے علاوہ کہ متعدد آئٹمز کے حوالے سے خیانتِ مجرمانہ کے چار مقدمات میں اپیل کنندہ کے الگ الگ مقدمے غیر قانونی نہیں تھے، ریکارڈ پر ایسا کچھ بھی نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ تفتیشی ایجنسی نے اپیل کنندہ پر مقدمہ چلانے سے پہلے خیانتِ مجرمانہ کے تمام مقدمات پر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کام کیا تھا جس کے لیے اس پر سیشن ٹرائل نمبر 35، سال 1961 میں مقدمہ چلایا گیا تھا. اگر اس سے پہلے تمام جرائم کا تعین نہ کیا جاتا تو ان سب کے لیے مشترکہ مقدمہ نہیں چل سکتا تھا، چاہے یہ اپیل گزار کے خلاف کارروائی کا زیادہ معقول طریقہ سمجھا جاتا.

حقیقت یہ ہے کہ پہلے دو سیشن ٹرائلز جنوری 1962 میں 1961 میں کسی وقت کیے گئے وعدوں پر سزا کے ساتھ ختم ہوئے اور یہ کہ 20 جولائی 1963 کو ختم ہونے والے سیشن ٹرائلز 1962 میں کسی وقت کیے گئے وعدوں پر تھے، پہلی نظر سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ تفتیشی ایجنسی نے 1963 میں پہلے دو مقدمات کے حوالے سے فرد قرار داد جرم جمع کرانے کے بعد-اور ممکنہ طور پر بہت عرصے بعد-اپیل گزار کے خلاف فرد قرار داد جرم جمع کروائی تھی. اس لیے اپیل گزار پر چار مقدمات میں مختلف جرائم کے لیے مقدمہ چلانے کا کوئی ارادہ نہیں ہو سکتا.

اس لیے ہماری رائے ہے کہ عدالت کی طرف سے اپیل گزار پر چار مقدمات میں مقدمہ چلانے اور مختلف سیشن ٹرائلز میں دی گئی مختلف سزاؤں کو سیشن ٹرائل نمبر 35، سال 1961 میں دی گئی سزاؤں کے ساتھ ساتھ چلانے کا حکم نہ دینے میں کوئی غیر قانونی حیثیت نہیں تھی.

اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اپیل کنندہ کو خیانتِ مجرمانہ کے مختلف جرائم کے ارتکاب کے لیے 11 سال کی کل سزا جس سے گزرنا پڑتا ہے وہ سخت ہے اور یہ کہ اگر اس پر دفعہ 222 کی دفعات کا فائدہ اٹھانے کے بعد ایک مقدمے میں ان جرائم کے لیے مقدمہ چلایا جاتا تو اسے جو سزا دی جاتی وہ 4 سال سے زیادہ نہیں ہوتی، کیونکہ یہ تعزیرات ہند کی دفعہ 409 کے تحت کسی جرم کے لیے دی جانے والی عام زیادہ سے زیادہ سزا ہے. تعزیرات ہند کی دفعہ 409 کے تحت ایک جرم عمر قید یا 10 سال تک قید کی سزا کے قابل ہے. سزا کی پیمائش عام طور پر کیے گئے جرائم کی نوعیت اور ان کے ارتکاب کے حالات کے مطابق ہوتی ہے اور اسے ایک سخت اور تیز قاعدے کے طور پر نہیں مانا جا سکتا کہ سزا قید کی ایک مخصوص مدت سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے جب کہ قانون نے خود اس حد کو متعین کیا ہو جس تک کسی خاص جرم کے لیے سزا دی جا سکتی ہے اور عدالت پر صوابدید چھوڑی ہے کہ وہ ہر معاملے کے حالات کے مطابق سزا کو آراستہ کرے. ہمیں ان مقدمات کے حالات کی تفصیل دینے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن صرف یہ نوٹ کرنا چاہیے کہ وہ اپیل کنندہ کی طرف سے کیے گئے جرائم کے لیے سزاؤں کے بارے میں کوئی نرم رویہ اختیار کرنے کا جواز پیش نہیں کرتے ہیں جو سوسائٹیوں کے سرپنچ کے طور پر بہت ذمہ دار عہدے پر فائز تھے اور اس طرح عوامی فائدے کے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

مقاصد کے لیے عوامی رقم کی مناسب تقسیم سے نمٹنا پڑتا تھا. وہ ان فرائض کو اپنی توقع کے مطابق انجام دینے میں بری طرح ناکام رہے. ایک روک تھام کی سزا ہمیشہ ضروری ہوتی ہے تاکہ اس طرح کے ذمہ دار عہدوں پر فائز اور عوامی پیسے کی بڑی رقوم سے نمٹنے کے مواقع حاصل کرنے والے لوگ لالچ اور بے ایمانی کا شکار نہ ہوں.

اس لیے ہم ان اپیلوں کو مسترد کرتے ہیں.

اپیلیں مسترد کر دی گئیں.

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document